ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 6, (Nov to Dec 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-VI)urdu-2

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

احتشام قیصر
اسکالر ایم فل اردو، سپیریئر یونیورسٹی سٹی کیمپس گلبرگ لاہور ۔

مضامینِ فرحت "کا اسلوبیاتی مطالعہ

Ahtasham Qaiser*
Scholar MPhil Urdu Superior University City campus gulberg Lahore.
***Corresponding Author:**

Stylistic Study of Mazameen-e-Farhat"

"Mazameen-e-Farhat"*, the famous collection of essays by *Farhatullah Baig*, one of the greatest humorists and essayists of Urdu literature. Farhatullah Baig is known as the master of light, humorous and cultured essay writing. His essays are not merely for entertainment, but they present a true picture of the social, cultural and literary life of Delhi in the 19th and 20th centuries. Through his famous essays like "Dilli Ki Aakhri Shama", "Mirza Ghalib Ka Ek Shagird", and "Meri Shaadi", he has beautifully combined humour, history, and human emotions. Baig uses simple, elegant and Delhi-style Urdu to create humour without vulgarity. His style is conversational, lively and full of wit. He describes the gatherings of poets, mushairas, customs of old Delhi, and the manners of its people with such detail that the reader feels as if he is present in that age.

Key Words: *Stylistic Study, Mazameen-e-Farhat, Humorists, Farhatullah Baig, Social, Cultural, Emotions*

مرزا فرحت اللہ بیگ اردو ادب کے مشہور مزاح نگار اور منفرد اسلوب کے حامل مصنف تھے۔ وہ یکم ستمبر ۱۸۸۳ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد حشمت بیگ تھے۔ ابتدائی تعلیم دہلی کے گورنمنٹ ہائی اسکول میں مکمل کی اور بعد ازاں بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد انہوں نے حیدرآباد دکن میں ملازمت اختیار کی اور مختلف عدالتی عہدوں پر کام کرتے ہوئے معاون ہوم سیکریٹری کے منصب تک پہنچے۔

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 6, (Nov to Dec 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-VI)urdu-2

ماخذ تحقیقی مجلہ

حیدرآباد کی علمی اور ادبی محفلوں نے ان کے ادبی ذوق کو پروان چڑھایا اور ان کا قلم خاص طور پر مزاح نگاری میں ممتاز ہو گیا۔ ان کا پہلا مضمون "ہم اور ہمارا امتحان" عصمت بیگ کے فرضی نام سے رسالہ "افادہ" میں شائع ہوا۔ 1937ء میں انہوں نے باقاعدہ طور پر لکھنے کا آغاز کیا اور تاریخ، تحقیق، اور سوانح جیسے موضوعات پر بھی کام کیا، لیکن ان کی مزاحیہ تحریریں ان کے فن کا محور بن گئیں۔ ان کا انتقال ۲۷ اپریل ۱۹۴۷ء کو حیدرآباد دکن میں ہوا۔ ان کی تخلیقات کا مجموعہ "مضامینِ فرحت" کے عنوان سے شائع ہوا، جس میں شامل ان کے مشہور مضامین نے اردو ادب میں انمٹ نقوش چھوڑے۔ ان کی چند یادگار تخلیقات یہ ہیں:

- دہلی کا یادگار مشاعرہ
- نذیر احمد کی کہانی
- پھول والوں کی سیر
- نئی اور پرانی تہذیب کی ٹکر

مرزا فرحت اللہ بیگ کی مزاحیہ تحریریں ان کے گہرے مشاہدے، شگفتہ انداز، اور زبان و بیان کی چابکدستی کی عکاس ہیں۔

فرحت اللہ بیگ کا اسلوب:

فورٹ ولیم کالج کے قیام اور سرسید تحریک کے آغاز کے بعد اردو نثر میں ایک نیا دور شروع ہوا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی نے اردو ادب کی شکل کو تبدیل کر دیا، اور وہ قدیم نثری اسلوب جو قافیہ پیمائی اور زبان کی پیچیدگیوں پر مبنی تھا، اب زیادہ مقبول نہیں رہا۔ مرزا فرحت اللہ بیگ نے اس تبدیلی کو اپناتے ہوئے فورٹ ولیم کالج اور سرسید تحریک کی سادہ اور سلیس زبان کو اختیار کیا، جس میں غیر ضروری تکلفات سے گریز کیا گیا۔ انہوں نے مزاحیہ نگاری، خاکہ نگاری، انشاپردازی اور قصہ نویسی میں طبع آزمائی کی، اور ان سب میں شگفتگی اور سادگی کو برقرار رکھا۔

ڈاکٹر عبدالحئی صدیقی نے اردو ادب میں مختلف اسالیبِ بیان کا ذکر کیا ہے جیسے سادہ، بے تکلف، مصورانہ، پُرشکوہ، رنگین، پُرزور اور ظریفانہ اسلوب۔ مرزا فرحت اللہ بیگ کا اسلوب خاص طور پر ظریفانہ تھا، جس میں مزاح اور شگفتگی کا عنصر غالب ہوتا تھا۔ ان کی تحریریں قاری کو خوشی اور مسکراہٹ کا باعث بناتی تھیں۔

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 6, (Nov to Dec 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-VI)urdu-2

ماخذ تحقیقی مجلہ

مرزا کا اسلوب ان کی شخصیت کی عکاسی کرتا تھا: سادہ، شگفتہ اور دلکش، جو اردو ادب میں ان کا منفرد مقام بناتا ہے۔ ان کی تحریریں نہ صرف مزاحیہ تھیں بلکہ گہری فکری بصیرت سے بھی آراستہ تھیں، جو اردو ادب میں ان کی اہمیت کو مستحکم کرتی ہیں۔

زبان:

مرزا فرحت اللہ بیگ کا اسلوب نگارش اپنی فطری روانی اور دلکشی کی بدولت منفرد ہے۔ انہوں نے زبان کو کبھی بھی مصنوعی یا پیچیدہ نہیں بنایا، بلکہ وہ اسے سادہ، قدرتی اور دلچسپ انداز میں استعمال کرتے ہیں۔ دہلی کی ٹکسالی زبان اور عوامی محاورات ان کی تحریروں میں اس طرح جڑ کر ایک قدرتی تاثر پیدا کرتی ہیں کہ قاری کو نہ صرف عبارت کی سلاست محسوس ہوتی ہے بلکہ ایک دلگداز اثر بھی ہوتا ہے۔

ان کی تحریروں میں محاورات کا استعمال کبھی بھی زائد یا بھاری نہیں ہوتا؛ بلکہ یہ لفظوں میں ایک خوبصورت توازن اور ہمواری پیدا کرتے ہیں۔ مرزا کا اسلوب زبان کی سادگی اور اس کی بھرپور معنویت کی بہترین مثال ہے، جہاں ہر لفظ اور محاورہ اپنی جگہ مکمل طور پر موزوں اور مؤثر نظر آتا ہے۔

عبدالقادر سروری رقم طراز ہیں:

"صاف ستھری اور بامحاورہ زبان لکھنے پر انھیں قدرت حاصل تھی جس طرح خیال اور اظہار خیال کے سانچوں کو بگاڑ کر مزاح پیدا کرنے کی کوشش نہیں کرتے اسی ط وہ زبان کو نہ تو خواہ مخواہ بناتے ہیں اور نہ بگاڑتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ ان کی تحریروں ایسی مضحک، رکیک صورتیں پیدا نہیں ہو پاتیں جو بازاری مذاق کی سطح پر آجائیں۔"

مرزا فرحت اللہ بیگ کا اسلوب زبان میں سادگی اور گہرائی کا حسین امتزاج ہے۔ وہ معمولی موضوعات کو بھی اپنی بیان کی قدرتی روانی اور دلکشی سے جاندار بنا دیتے ہیں۔ ان کے جملے سیدھے اور برجستہ ہوتے ہیں، جو قاری کو فوراً جڑ لیتے ہیں۔ عوامی محاورات اور ضرب الامثال کا ان کا استعمال نہ صرف تحریر کو مزید رنگین کرتا ہے بلکہ اسے ایک خاص اثر بھی دیتا ہے، جو قاری کے ذہن پر دیر تک نقش رہتا ہے۔

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 6, (Nov to Dec 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-VI)urdu-2

ماخذ تحقیقی مجلہ

محاوراتی زبان کی مثالیں:

"بڑی مٹکی مٹکائی بڑھیا کے پاس گئیں اور کہا: نانی جان! کہئے مزاج تو اچھا ہے۔ بڑی نے کہا بابا مار لو مار لو پھر مزاج پوچھنا۔ وہ تو اپنے دل کی بھڑاس نکال گئے تم کیوں لگی لیٹی رہتی ہو۔ بے وارثہ سمجھ لیا ہے جو آتا ہے مار جاتا ہے۔"

یہ عبارت دہلی کی ٹکسالی زبان اور محاوراتی انداز کی عمدہ مثال ہے، جہاں سادگی اور طنز و مزاح کا حسین امتزاج نظر آتا ہے۔

1 "بڑی مٹکی مٹکائی" انداز و ادا سے بھرپور چال کا اظہار۔

2. "بابا مار لو مار لو پھر مزاج پوچھنا"—طنزیہ شکایت کا خوبصورت جملہ۔

3. "تم کیوں لگی لیٹی رہتی ہو"—بے عملی پر ہلکا طنز

4. "بے وارثہ سمجھ لیا ہے"—مظلومیت کا اظہار۔

5. "جو آتا ہے مار جاتا ہے"—بے بسی اور حالات کی سنگینی کی عکاسی۔

یہ جملے دہلی کی عوامی زبان کی برجستگی اور اثر انگیزی کو نمایاں کرتے ہیں۔

عوامی زبان:

عوامی محاورات اور ضرب الامثال کسی زبان کی ثقافت، حکمت اور روزمرہ تجربات کی بہترین عکاسی کرتے ہیں۔ یہ مختصر مگر جامع جملے زندگی کی حقیقتوں، انسانی رویوں اور حالات کی گہرائی کو سادہ انداز میں بیان کرتے ہیں۔ مرزا فرحت اللہ بیگ کے ہاں یہ نمایاں طور پر رائج ہیں۔ مثال دیکھیں:-

"کہیں اینجن چھوڑ ھسیٹن میں نہ پڑ جاؤں، کھائے من بھاتا پہنے جگ بھاتا۔ برائے برتے کھیلا جو آج نہ موا کل موا۔"

یہ عوامی محاورات اور ضرب الامثال زندگی کی حقیقتوں اور روزمرہ کے تجربات کو سادگی سے بیان کرتے ہیں:

1. "کہیں اینجن چھوڑ ھسیٹن میں نہ پڑ جاؤں"—کسی کام میں مشکل یا نقصان کا اندیشہ۔

2. "کھائے من بھاتا، پہنے جگ بھاتا"—اپنی پسند کا کھانا اور دوسروں کو خوش کرنے کے لیے پہننا۔

3. "برائے برتے کھیلا، جو آج نہ موا کل موا"—زندگی کی ناپائیداری اور عمل کی اہمیت۔

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 6, (Nov to Dec 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-VI)urdu-2

ماخذ تحقیقی مجلہ

یہ جملے عوام کی عام گفتگو اور حکمت کو سادہ انداز میں بیان کرتے ہیں۔

سید زوار حسین لکھتے ہیں:

> "وہ (مرزا فرحت اللہ بیگ) اکثر ایسے الفاظ اور محاورات اپنی عبارت میں لاتے ہیں جو دلی کے لوگ صرف اپنی گفتگو میں استعمال کرتے ہیں۔ لیکن مرزا صاحب انہیں سے بلا تکلف اپنے مضمون کو سجاتے ہیں اور توازن میں کوئی فرق نہیں آتا۔ بلکہ مکالمہ کا پورا لطف پیدا ہو جاتا ہے۔"

بیگماتی زبان:

مرزا فرحت اللہ بیگ کو بیگماتی زبان پر غیر معمولی مہارت حاصل تھی، اور انہوں نے اپنے مضامین میں اس زبان کا استعمال بڑی خوبصورتی اور فطری انداز میں کیا۔ بیگماتی زبان، جو دہلی کی نسوانی بول چال اور طرزِ گفتگو کی عکاس ہے، ان کی تحریروں کو نہ صرف دلکشی عطا کرتی ہے بلکہ قاری کو ایک مخصوص تہذیبی ماحول میں لے جاتی ہے۔ مرزا نے اس زبان کے ذریعے خواتین کے طرزِ فکر، جذبات اور روزمرہ کے رویوں کو اس قدر مہارت سے پیش کیا کہ وہ نہایت حقیقی اور جاندار محسوس ہوتے ہیں۔ بیگماتی زبان کی نزاکت اور برجستگی کو ان کے مضامین میں اس طرح ڈھالا گیا ہے کہ وہ کرداروں کی انفرادیت اور ماحول کی تصویر کشی میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ یہ زبان ان کی تحریروں میں نہ صرف مزاح اور طنز کو مؤثر بناتی ہے بلکہ ایک مخصوص تہذیبی رنگ کو بھی اجاگر کرتی ہے۔ مثال دیکھیں:

> "ڈھونڈ ڈھانڈ کے ایک لڑکی چندے آفتاب چندے ماہتاب بیاہ لائیں۔ بڑے چاؤ سے بہو کو گھر میں اتارا۔ اچھے اسے اچھا کھانا بہو کو کھلاتی۔ اچھے سے اچھا کپڑا پہناتی مگر بہو تھی کہ کوئی چیز اس کے بھاؤ میں نہ آتی تھی۔ خود ہی بڑھیا کو مارتی اور خود ہی ٹوئے بہانے بیٹھ جاتی۔ خاوند سے وہ لگاتی بجھاتی کہ ایک دن بیٹے نے بھی ماں کو مارا۔"

تمثیل نگاری:

مرزا فرحت اللہ بیگ نے تمثیلی اندازِ بیان کو کثرت سے استعمال نہیں کیا، مگر جب بھی اس طریقے کو اپنایا، اس نے ان کی تحریروں میں ایک نئی گہرائی اور معنویت پیدا کی۔ ان کی تمثیلات، اگرچہ کم ہیں، لیکن ان میں جو پیغام یا سبق موجود ہوتا ہے وہ بہت اثر انداز ہوتا ہے اور قاری کو نئی بصیرت فراہم کرتا ہے۔ مرزا کے تمثیلی جملے

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 6, (Nov to Dec 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-VI)urdu-2

ماخذ تحقیقی مجلہ

محض کہانی سنانے کے لیے نہیں بلکہ فکری بصیرت کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں، جو زندگی کے پیچیدہ مسائل کو سادہ اور فنی انداز میں پیش کرتے ہیں۔

ان کا تمثیلی انداز اکثر قارئین کو نہ صرف محظوظ کرتا ہے بلکہ ان کی سوچ میں گہرائی پیدا کرتا ہے۔ مرزا کی تحریروں میں تمثیل کا استعمال زندگی کے اہم پہلوؤں، انسانی تجربات اور سماجی حقیقتوں کو نئے زاویے سے بیان کرنے کا ایک مؤثر ذریعہ بنتا ہے۔ یہ اسلوب ان کی تحریروں کو منفرد اور فکر انگیز بناتا ہے، جو قارئین کو نہ صرف تفریح فراہم کرتا ہے بلکہ ان کی ذہن سازی میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔

فرحت خود رقمطراز ہیں کہ:

> "یہ خیال پیدا ہوا کہ تو (فرحت) بھی محمد حسین آزاد مرحوم کے نیرنگ خیال کی محفل شعرا کی طرح ایک مشاعرہ قائم کر مگر ان لوگوں کے کلام پر تنقید کرنے کے بجائے صرف ان کی چلتی پھرتی تصویر میں دکھا"

جاڑے کی آمد کا یہ منظر ملاحظہ کریں :

> "سب سے پہلے میاں جاڑے آئے۔ گوری گوری رنگت، ایسے جیسے انار کا دانہ۔ فید ڈاڑھی موٹا ساروئی کا دگلہ پہنے۔۔۔ تو ہاں موٹا ساروئی کا دوگلہ پہنے خوب اوڑھے لیئے آئے۔ ان کا آنا تھا کہ بڑی بی کو تھرتھری چھوٹ گئی۔ میاں جاڑے نے آکر کہا 'بڑی بی سلام بڑی بی نے کہا۔ بیٹا جیتے رہو۔ بال بچے خوش رہیں مگر بیٹا ذرا دھوپ چھوڑ کر کھڑے ہو۔ مجھے تو تمہارے آنے سے یکی سی لگ رہی ہے۔ "

اس منظر میں جاڑے کی آمد کو نہ صرف ظاہری رنگت اور موسم کی تبدیلی کے طور پر دکھایا گیا ہے، بلکہ ان کی شخصیت کو بھی ایک خاص تمثیل کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ "میاں جاڑے" کے لباس اور جسمانی حالت کے ذریعے مرزا نے سرد موسم کی ٹھنڈک اور اس کے اثرات کو انتہائی حسین انداز میں پیش کیا ہے۔ اس منظر میں بڑی بی کا ردعمل بھی اہم ہے، جو جاڑے کی آمد پر تھرتھری چھوٹنے لگتی ہیں۔ یہ فطری ردعمل سردی کے اثرات کو اور زیادہ واضح کرتا ہے۔ مرزا نے اس تمثیلی انداز کو استعمال کرتے ہوئے جاڑے کے موسم کی تیزی اور سردی کو نہ صرف موسمیاتی تبدیلی کے طور پر دکھایا ہے بلکہ انسانی جذبات کے ساتھ اس کا رشتہ بھی واضح کیا ہے۔

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 6, (Nov to Dec 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-VI)urdu-2

ماخذ تحقیقی مجلہ

خطیبانہ انداز:-

مرزا فرحت اللہ بیگ کا خطیبانہ انداز ان کی تحریروں کا ایک منفرد پہلو ہے، جس میں وہ ایک واعظ یا محتسب کی حیثیت سے قاری کے ذہن و دل کو بیدار کرتے ہیں۔ جب وہ اس کردار میں آتے ہیں، ان کی تحریر میں ایک نیا روحانی و اخلاقی رنگ ابھرتا ہے۔ وہ اپنی زبان کا استعمال اس انداز میں کرتے ہیں کہ قاری نہ صرف ان کے خیالات کو سمجھتا ہے بلکہ ان کی باتوں میں گہرائی محسوس کرتا ہے اور ان کی سوچ پر اثر انداز ہوتا ہے۔ مثال دیکھیں:

> "حضرات آپ جانتے ہیں کہ فاتح ہمیشہ کوشش کرتا ہے کہ مفتوح سے الگ الگ رہے وہ چاہتا ہے کہ ہر کام میں مفتوح اس کی پیروی کرے میری روش اختیار کرے۔ میری پوشش کی نقل کرے میری زبان سیکھے غرض ہر طرح میرے تابع رہے۔"

مرزا کا خطیبانہ انداز نہ صرف عقلی سطح پر مؤثر ہے بلکہ اس میں ایک اخلاقی اور اصلاحی پیغام بھی چھپا ہوتا ہے جو قاری کو اپنی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر غور کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ ان کا یہ انداز اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ قاری نہ صرف ان کی تحریر سے محظوظ ہو بلکہ ان کے پیغام کو اپنی زندگی میں عملی طور پر اپنانے کی کوشش کرے۔ مرزا کی تحریر میں ایک خاص قسم کی قوت اور تاثیر ہوتی ہے جو قاری کے اندر تبدیلی لانے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

حاصل کلام:

مرزا فرحت اللہ بیگ کا اسلوب اردو نثر میں ایک منفرد اور قابلِ ذکر حیثیت رکھتا ہے۔ ان کی تحریروں میں سادگی، روانی اور دلکشی کا ایسا امتزاج ہے جو قاری کو فوراً اپنی جانب کھینچ لیتا ہے۔ وہ دہلی کی عوامی اور بیگماتی زبان کو نہایت مہارت سے استعمال کرتے ہیں، جس سے ان کی عبارت میں ایک فطری خوشبو اور تہذیبی رنگ جھلکتا ہے۔

محاورات کا ان کے اسلوب میں نہایت خوبصورت اور برمحل استعمال ان کی زبان کو مزید جاندار اور دلکش بناتا ہے۔ تمثیل نگاری کے ذریعے وہ خیالات اور تصورات کو اس انداز میں پیش کرتے ہیں کہ قاری کے ذہن میں ایک واضح تصویر ابھر آتی ہے۔ خطیبانہ انداز میں وہ قاری کو براہ راست مخاطب کرتے ہیں، جس سے ان کی تحریروں میں ایک مؤثر اور قریبی تعلق کا احساس پیدا ہوتا ہے۔

مرزا فرحت اللہ بیگ کے اسلوب میں یہ تمام خصوصیات مل کر ان کی تحریروں کو نہ صرف دلچسپ اور دلنشین بناتی ہیں بلکہ اردو زبان کے جمالیاتی پہلو کو بھی اجاگر کرتی ہیں۔ ان کا کام اردو ادب کی ایک قیمتی میراث ہے جو ہمیشہ نئی نسلوں کے لیے مشعلِ راہ بنی رہے گی۔

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 6, (Nov to Dec 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-VI)urdu-2

ماخذ تحقیقی مجلہ

حوالہ جات

۱. غلام یزدانی، یادگار فرحت، فرحت میموریل کمیٹی، حیدرآباد، ۱۹۵۱، ص ۱۱۲
۲. فرحت اللہ بیگ، مضامین فرحت، حصہ دوم، مطبع دکن لارپورٹ، حیدرآباد، ص ۱۳۷
۳. ایضاً، ص ۱۴۰-۱۴۱
۴. سید زوار حسین، مصنفین اردو، حالی پبلشنگ کتاب گھر اردو بازار، لاہور، ۱۹۳۹ء ص ۲۰۱
۵. فرحت اللہ بیگ، مضامین فرحت، حصہ دوم، مطبع دکن لارپورٹ، حیدرآباد، ص ۱۳۱
۶. ایضاً، ۱۳۴
۷. ایضاً، ص ۱۴۰
۸. ایضاً، ص ۱۰